FLOW CHART — ترتیبی نقشۂ ربط

MACRO-STRUCTURE — نظمِ جلی

78- سُوْرَةُ النَّبَأِ

آیات : 40 ...... مَکِّیَّة ...... پیراگراف : 6

مرکزی مضمون

قیامت کے بارے میں اِختلاف نہ کرو! یہ دن برحق ہے۔

- پیراگراف:1 — آیات: 1تا5 — اِمکانِ قیامت پر مشرکین کا اختلاف
- پیراگراف:2 — آیات: 6تا16 — قدرت ربوبیت اور حکمت سے آخرت پر استدلال
- پیراگراف:3 — آیات: 17تا20 — قیامت کے مناظر
- پیراگراف:4 — آیات: 21تا30 — طاغین کا انجام آخرت
- پیراگراف:5 — آیات: 31تا37 — متقین کا انجامِ آخرت
- پیراگراف:6 — آیات: 38تا40 — اللہ کا اختیار اور ردِّ شفاعت باطلہ

زمانۂ نزول:

سورت ﴿النَّبَا﴾ قیامِ مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) میں اعلانِ عام کے بعد آپ ﷺ پر نازل ہوئی، جب قیامت کے بارے میں اختلاف برپا ہو چکا تھا اور جب قیامت اور امکانِ آخرت کے عقیدے کو پختہ کیا جا رہا تھا۔

سورۃُ النَّبَا کے فضائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ شَيَّبَتْنِي هُود" والواقِعَةُ وَالمُرسَلاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴾

"سورۃ ھود، سورۃ الواقعہ، سورۃ المرسلات، سورۃ النَّبا اور سورۃ التکویر نے مجھے بوڑھا کردیا۔" (جامع ترمذی : کتاب التفسیر ؛ باب سورۃ الواقعہ، حدیث 3,297 ، صحیح)

سورۃُ النَّبَا کا کتابی ربط

پچھلی سورت ﴿المُرسَلات﴾ میں بار بار بتایا گیا تھا کہ قیامت کو جھٹلانے والے ﴿ مُكَذِّبِين ﴾ کی تباہی اور بربادی ہوگی، یہاں سورت ﴿النَّبا ﴾ میں یہ بیان کیا گیا کہ قیامت کو نہ ماننے والے ﴿طَاغِين ﴾ بن کر ، سرکش اور متمرد دوزخی ہو جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف قیامت کو مان کر، حدود وقیود کے ساتھ زندگی گزارنے والے ﴿مُتَّقِين ﴾ جنت کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- آیت نمبر 3 میں قیامت کے بارے میں اختلاف نقل کیا گیا تھا ﴿ الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ ﴾، اس کا جواب آیت نمبر 39 میں ﴿ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ﴾ 'یہ دن برحق ہے' کے الفاظ سے دیا گیا۔

2- آیت نمبر 7 میں بتایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو زمین میں کھونٹوں کی طرح گاڑ کر مضبوط اور مستحکم کر دیا ہے ﴿وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا ﴾، لیکن آیت نمبر 20 میں بتایا گیا کہ روزِ قیامت یہی پہاڑ سراب ہو جائیں گے اور حرکت کرنے لگیں گے۔ ﴿وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا﴾

3- آیت نمبر 12 میں بتایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر سات مضبوط اور محکم آسمان بنائے ہیں ﴿وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ﴾ ، جن میں کوئی شگاف یا دراڑ نہیں ہے، لیکن آیت نمبر 19 میں بتایا گیا کہ روزِ قیامت یہی آسمان کھول دیے جائیں گے اور ان میں دروازے ہی دروازے ہوں گے۔

﴿ وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ﴾

4- اس سورت میں ﴿ مُتَّقِين﴾ اور ﴿طَاغِين ﴾ کے درمیان موازنہ ہے۔ ان دونوں کا انجام بھی مختلف ہوگا۔ خوفِ قیامت کے ساتھ زندگی گزارنے والے ﴿ مُتَّقِی ﴾ ہوتے ہیں اور خوفِ قیامت کے بغیر زندگی گزارنے والے سرکش ﴿ طاغی ﴾ ہو جاتے ہیں۔

سُورۃُ النَّبا کا نظمِ جلی

سُورۃُ النَّبا چھ(6) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 5 : پہلے پیراگراف میں قیامت ﴿نَبَأ عظیم"﴾ پر اختلاف کرنے والوں کو ،ان کے شک اوران کی حیرت انگیزی پر تنبیہ کی گئی ہے۔قیامت جس کے بارے میں، یہ چہ میگوئیاں کر رہے ہیں،ایک بہت بڑی خبر ہے۔

امکانِ قیامت کے بارے میں اختلاف غلط ہے، یہ ہوکر رہے گی۔(آیت نمبر 39)

﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ﴾ (1) یہ لوگ کس ، چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟

﴿عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ﴾ (2) کیا اس بڑی خبر کے بارے میں !

﴿الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ﴾ (3) جس کے متعلق یہ مختلف چہ میگوئیاں کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

﴿كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ﴾ (4) ہرگز نہیں!عنقریب انہیں معلوم ہوجائے گا۔

﴿ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ﴾ (5) ہاں!ہرگز نہیں!عنقریب انہیں معلوم ہوجائے گا۔

2- آیات 6 تا 16: دوسرے پیراگراف میں، اللہ تعالیٰ کی قدرت، ربوبیت اور حکمت سے آخرت پر استدلال ہے۔

اس میں اسبابِ ربوبیت سے ، امکانِ آخرت پر دلیل قائم کی گئی ہے۔

﴿اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا﴾ (6) کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے زمین کو فرش (گہوارہ) بنایا؟

﴿وَّ الْجِبَالَ اَوْتَادًا﴾ (7) اور (کیا نہیں) پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا؟

﴿وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا﴾ (8) اور (کیا نہیں) ہم نے تمہیں جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا؟

﴿وَّ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا﴾ (9) اور (کیا نہیں) ہم نے تمہاری نیند کو باعثِ سکون بنایا؟

﴿وَّ جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا﴾ (10) اور (کیا نہیں) رات کو پردہ پوش بنایا؟

﴿وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا﴾ (11) اور (کیا نہیں) ہم نے دن کو معاش کا وقت بنایا؟

﴿وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا﴾ (12) اور تمہارے اوپر سات مضبوط (آسمان) قائم کیے؟

﴿وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا﴾ (13) اور ہم نے،ایک نہایت روشن اور گرم چراغ پیدا کیا؟

﴿وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا﴾ (14) اور (کیا نہیں) ہم نے بادلوں سے لگاتار بارش برسائی؟

﴿لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا﴾ (15) تاکہ اس کے ذریعہ سے، غلہ اور سبزی اُگائے؟

﴿وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا﴾ (16) اور گھنے باغ بھی (اگائے)؟

3- آیات 17 تا 20 : تیسرے پیراگراف میں، قیامت کے مناظر کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

﴿اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِیْقَاتًا ﴾(17) بے شک فیصلے کا دن مقرر ہے۔

﴿ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴾(18) جس روز ،صور میں پھونک ماردی جائے گی، تم فوج در فوج نکل آؤ گے۔

﴿ وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴾(19) آسمان کھول دیا جائے گا اور اس میں دروازے ہی دروازے ہو جائیں گے۔

﴿ وَّ سُیِّرَتِ الْجِبَالُ ، فَكَانَتْ سَرَابًا ﴾(20) اور پہاڑ چلائے جائیں گے ، یہاں تک کہ وہ سراب ہو جائیں گے۔

4- آیات 21 تا 30 : چوتھے پیراگراف میں، بتایا گیا ہے کہ قیامت کا انکار کرنے والے طاغی ہوتے ہیں ،ان سرکشوں ﴿طاغِین﴾ کے لیے دوزخ کی آگ، کھولتا ہوا پانی اور زخموں کا دھوون ہے۔

﴿اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴾(21) یقیناً جہنم ، گھات میں ہوگی۔

﴿ لِّلطّٰغِیْنَ مَاٰبًا ﴾ (22) جو طاغین (سرکشوں) کا ٹھکانا ہے۔

﴿ لّٰبِثِیْنَ فِیْهَاۤ اَحْقَابًا ﴾ (23) اِس (دوزخ) میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے۔

﴿ لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا بَرْدًا وَّ لَا شَرَابًا ﴾(24) اس کے اندر کسی ٹھنڈک اور پینے کے قابل، کسی چیز کا مزہ نہ چکھیں گے۔

﴿ اِلَّا حَمِیْمًا وَّ غَسَّاقًا ﴾ (25) کچھ ملے گا تو بس گرم پانی! اور زخموں کا دھوون (پیپ) !

﴿ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴾ (26) ان کے (کرتوتوں کا) بھرپور بدلہ۔

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴾ (27) یہ (دوزخی) کسی حساب کی توقع نہ رکھتے تھے۔

﴿ وَّ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا كِذَّابًا ﴾ (28) اور ہماری آیتوں کو انہوں نے بالکل جھٹلا دیا تھا۔

﴿ وَ كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ كِتٰبًا ﴾ (29) اور حال یہ تھا کہ ہم نے ہر چیز گن گن کر لکھ رکھی تھی۔

﴿فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِیْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴾(30) اب چکھو مزہ ! ہم تمہارے لیے عذاب کے سوا، کسی چیز میں ہرگز اضافہ نہ کریں گے۔

5- آیات 31 تا 37 : پانچویں پیراگراف میں بتایا گیا۔ ہے کہ ﴿طاغین﴾ کے بالمقابل، ﴿مُتَّقِین﴾ کا انجام جنت ہوگا

کامیابی ﴿مُتَّقِین﴾ کا مقدر ہوگی، ان کے لیے باغات، بیویاں اور شراب وغیرہ کا انعام ہوگا۔

﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴾(31)	یقیناً متقیوں کے لیے، کامرانی کا ایک مقام ہے۔
﴿حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا ﴾ (32)	باغ اور انگور۔
﴿وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴾(33)	اور نوخیز (اٹھتی جوانیاں) ، ہم سن لڑکیاں۔
﴿وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴾ (34)	اور چھلکتے جام۔
﴿لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴾(35)	وہاں وہ کوئی لغو اور جھوٹی بات نہیں سنیں گے۔
﴿جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴾(36)	جزاء اور کافی انعام تمہارے رب کی طرف سے۔ (ان کے عمل کے حساب سے صلہ)
﴿رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	جو زمین اور آسمانوں کا مالک ہے
وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ	اور ان کے درمیان کی چیزوں کا بھی، مہربان رب
لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴾ (37)	جس کے سامنے کسی کو بولنے کا یارا نہیں۔

6- آیات 38 تا 40 : چھٹے اور آخری پیراگراف میں، اللہ کے اختیار کی وضاحت ہے اور شفاعتِ باطلہ کی تردید ہے۔

﴿يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا	یہ وہ دن ہوگا جب جبریلؑ اور فرشتے صف بستہ ہوں گے
لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ	کوئی بلا اجازت زبان تک نہ کھول سکے گا،
اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ	سوائے اس کے، جس کو رحمٰن اجازت دے گا
وَ قَالَ صَوَابًا ﴾ (38)	اور وہ بالکل ٹھیک بات کہے گا۔
﴿ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ	وہ دن برحق ہے ، (یہ دن ہونی شدنی ہے)
فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا (39)	اب جس کا جی چاہے، اپنے رب کی طرف پلٹنے کا راستہ اختیار کر لے۔
﴿اِنَّا اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا	ہم نے لوگوں کو اس عذاب سے ڈرا دیا ہے جو قریب ہے
يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ	جس روز آدمی سب کچھ دیکھ لے گا، جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے
وَ يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴾(40)	اور کافر پکار اٹھے گا: کاش ! میں خاک ہوتا !

اس پیراگراف میں عدالتِ خداوندی کا منظر ہے۔ سارے شفیع بے اختیار ہوں گے ﴿ لَا يَمْلِكُوْن ﴾ ﴿ لَا يَتَكَلَّمُوْن ﴾ قیامت کے دن کلی اختیارات، صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہوں گے، ﴿شفیع﴾ یعنی سفارش کرنے والا بھی، اللہ کی اجازت کے بغیر منہ نہ کھول سکے گا اور اس کی زبان سے، کسی غلط سفارش کے الفاظ نہیں نکل سکیں گے، اس کے لبوں پر قولِ صواب (قولِ عدل) ہی ہوگا ﴿ وَقَالَ صَوَابًا ﴾۔

مرکزی مضمون

امکانِ قیامت کے بارے میں اختلاف نہیں کرنا چاہیے۔ یقیناً یہ دن برحق ہے۔

قیامت کے دن، خوفِ آخرت سے بے نیاز ﴿طَاغِيْنَ﴾ اور خوفِ آخرت کے تحت زندگی گزارنے والے ﴿مُتَّقِيْن﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔

شفاعتِ باطلہ کے عقیدے پر انحصار نہیں کرنا چاہیے، بلکہ سرکشی ﴿طَغْوٰی﴾ سے بچتے ہوئے، خوفِ قیامت کے سائے میں زندگی گزارتے ہوئے، ﴿مُتَّقِی﴾ بن کر جنت کے حصول کی کوشش کرنا چاہیے۔
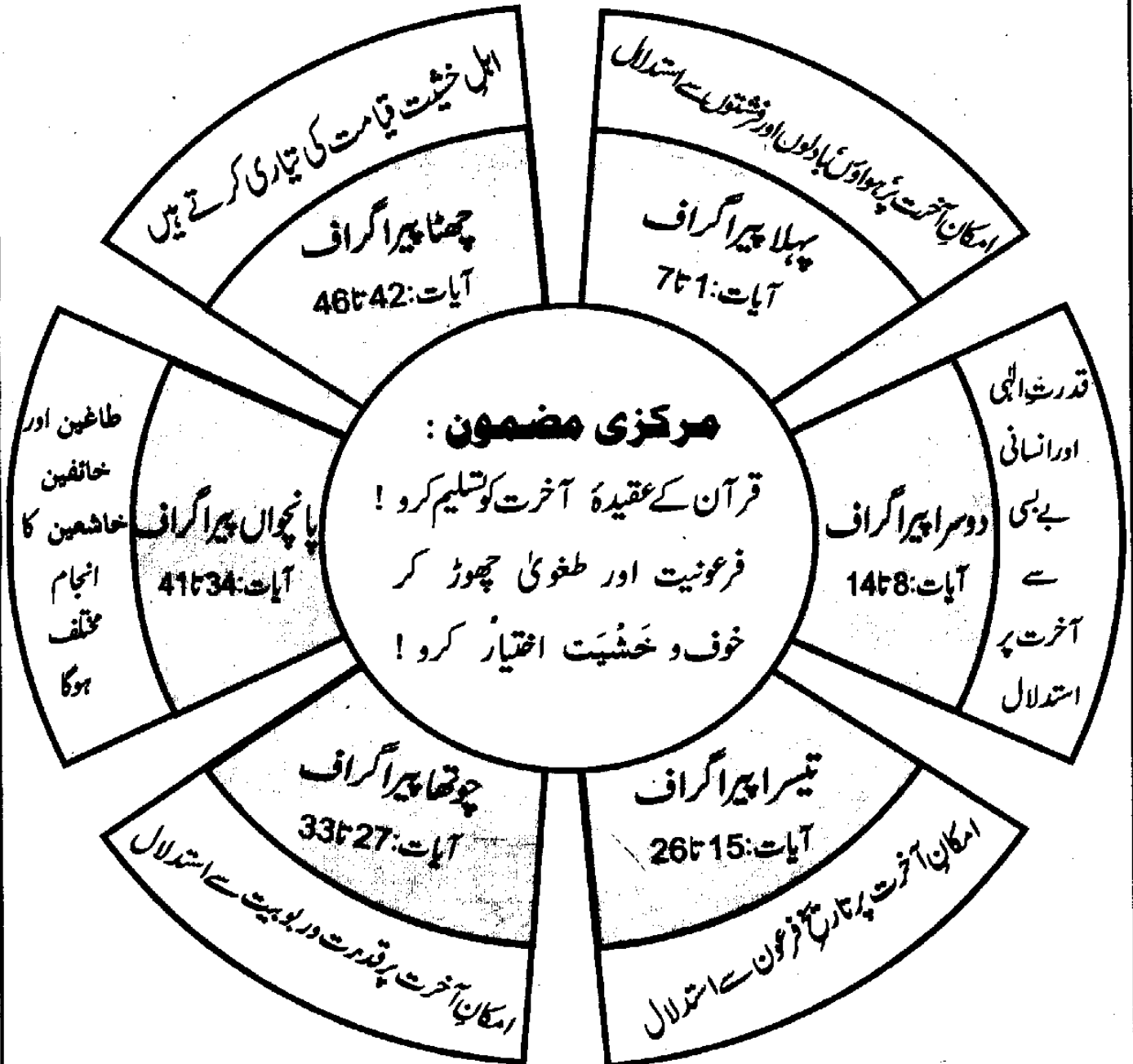
زمانۂ نزول:

سورت ﴿النَّازِعات﴾ بھی، سورت ﴿النباء﴾ کے بعد قیامِ مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) میں اعلانِ عام کے بعد آپ ﷺ پر نازل ہوئی، جب قیامت کے بارے میں اختلاف برپا ہو چکا تھا اور مشرکینِ مکہ کے سرکش رویے، ﴿فرعون﴾ کی طرح طاغوتی ہو رہے تھے۔

سورۃ النّٰزِعات کا کتابی ربط

پچھلی سورت النَّبَا میں ﴿طَاغِین اور مُتَّقِین﴾ کے درمیان تقابل تھا، یہاں اس سورت ﴿النّٰزِعات﴾ میں ﴿طَاغِین﴾ اور ﴿اہلِ خَشیَت﴾ کے درمیان موازنہ ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- اس سورت میں خَاشِئِین (اہلِ خشیت)، خَاشِعِین اور خَائِفِین کا تقابل، ﴿طاغین﴾ سے کیا گیا ہے۔

2- اس سورت میں تین (3) مرتبہ ﴿خَشیَت﴾ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ (آیات:19، 26، 45)

(a) حضرت موسیٰ ؑ نے ، فرعون کو تزکیۂ نفس کی دعوت دی ، تاکہ اس کے قلب کے اندر اللہ کی ﴿خَشیَت﴾ پیدا ہو۔ (آیت:19)

(b) قومِ فرعون کی ہلاکت میں ہر اُس شخص کے لیے عبرت کا سامان موجود ہے، جو اللہ تعالیٰ کی ﴿خَشیَت﴾ اختیار کرنا چاہتا ہے۔ (آیت:26)

(c) رسول اللہ ﷺ کو صاف صاف بتا دیا گیا کہ آپ صرف ﴿مُنذِر﴾ یعنی خبردار کرنے والے ہیں، آپ کا ﴿اِنذار﴾ صرف اُس شخص کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے، جو آخرت کی ﴿خَشیَت﴾ اختیار کرنا چاہتا ہے۔

3- جنت میں ہر وہ شخص داخل ہوگا ، جو ﴿طغویٰ﴾، ﴿حُبِ دنیا﴾ اور خواہشاتِ نفس سے بچ کر ، روزِ قیامت اللہ کے حضور قیام اور جواب دہی کے تصور کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔ (آیت:40)

4- ﴿طغیٰ﴾ کا لفظ اس سورت میں دو (2) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ (آیات:17 اور 37)

(a) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ کو حکم دیا تھا کہ وہ فرعون کے پاس جا کر دعوتِ اسلام دیں، کیونکہ وہ ﴿طَاغِی﴾ یعنی سرکش ہو چکا تھا (آیت:17)

(b) ہر اُس شخص کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، جو آخرت کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دے کر ﴿طاغِی﴾ یعنی سرکش بن جاتا ہے۔ (آیات:37 تا 39)

سُورۃُ النّٰزِعات کا نظمِ جلی

سُورۃُ النّٰزِعات چھ(6) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 7 : پہلے پیراگراف میں، امکانِ آخرت پر ہواؤں، بادلوں اور فرشتوں سے استدلال کیا گیا ہے۔

﴿وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا﴾ (1) قسم ہے ان (فرشتوں) کی! جو ڈوب کر کھینچتے ہیں۔

﴿وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا﴾ (2) اور (قسم ہے جو) آہستگی سے نکال لے جاتے ہیں۔

﴿وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا﴾ (3) اور قسم ہے! (ان فرشتوں کی جو کائنات میں) تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں۔

﴿فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا﴾ (4) پھر (حکم بجالانے میں) سبقت کرتے ہیں۔

﴿فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا﴾ (5) پھر (احکام الٰہی کے مطابق) معاملات کا انتظام چلاتے ہیں۔

﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ﴾ (6) جس روز ہلا مارے گا، زلزلے کا جھٹکا۔ (اس دن سے ڈرو !)

﴿تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ﴾ (7) اور اس کے پیچھے ایک اور جھٹکا پڑے گا۔

ہوائیں، قانونِ جزاوسزا (Law of Reward & Punishment) کا ثبوت پیش کر رہی ہیں۔ ہواؤں اور بادلوں کے نظام پر اللہ تعالیٰ کا مکمل کنٹرول ہے، اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے ان کو رحمت بنا دے اور جس کے لیے چاہے عذاب بنا دے۔ ﴿نازِعات﴾ یعنی کھینچنے والیوں سے مراد، اللہ کے فرشتے بھی ہو سکتے ہیں اور ہوائیں بھی جو تناور درختوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہیں۔

2- آیات 8 تا 14 : دوسرے پیراگراف میں، قدرتِ الٰہی اور انسانی بے بسی سے آخرت پر استدلال کیا گیا ہے۔

﴿قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ﴾ (8) کچھ دل ہوں گے، جو اس روز کانپ رہے ہوں گے۔ (دھڑکتے ہوں گے)

﴿اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ﴾ (9) نگاہیں ان کی سہمی ہوئی ہوں گی۔ (پست ہوں گی)

﴿يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ﴾ (10) یہ لوگ پوچھتے ہیں "کیا واقعی ہم پلٹا کر پھر واپس لائے جائیں گے؟

﴿ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً﴾ (11) کیا جب ہم کھوکھلی بوسیدہ ہڈیاں بن چکے ہوں گے؟ (کھنکناتی ہڈیاں)

﴿قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ﴾ (12) کہنے لگے: یہ واپسی تو پھر بڑے گھاٹے کی ہوگی۔

﴿فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ﴾ (13) حالانکہ یہ بس اتنا کام ہے کہ ایک زور کی ڈانٹ پڑے گی۔

﴿فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ﴾ (14) اور یکایک یہ کھلے میدان میں موجود ہوں گے۔

3- آیات 15 تا 26 : تیسرے پیراگراف میں، امکانِ آخرت پر ہلاکتِ فرعون سے استدلال کیا گیا ہے۔

﴿هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى﴾ (15) کیا تمہیں موسیٰؑ کے قصے کی خبر پہنچی ہے؟

﴿اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾(16) جب اِن کے رب نے انہیں طویٰ کی مقدس وادی میں پکارا تھا

﴿اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى﴾(17) فرعون کے پاس جاؤ! وہ سرکش (طاغی) ہو گیا ہے۔

﴿فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى﴾(18) اس سے کہنا! کیا تو اس کے لیے تیار ہے کہ پاکیزگی اختیار کرے!

﴿وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى﴾(19) اور میں تیرے رب کی طرف ، تیری رہنمائی کروں تو (تیرے اندر) خوف پیدا ہو؟

﴿فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى﴾ (20) پھر موسیٰ ؑ نے (فرعون کے پاس جا کر) اس کو بڑی نشانی دکھائی۔

﴿فَكَذَّبَ وَعَصٰى﴾ (21) مگر اس نے جھٹلا دیا اور نہ مانا ،

﴿ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى﴾(22) پھر چالبازیاں کرنے کے لیے پلٹا۔

﴿فَحَشَرَ فَنَادٰى﴾ (23) اور لوگوں کو جمع کر کے پکارا۔ (اعلان کیا)

﴿فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى﴾(24) پھر اس نے کہا: ”میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

﴿فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى﴾ (25) آخرکار ! اللہ نے اسے آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔“

﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً﴾(26) درحقیقت اس میں بڑی عبرت ہے،

﴿لِّمَنْ يَّخْشٰى﴾ ہر اس شخص کے لیے جو خشیت اختیار کرے ڈرے۔

تاریخ کے اس واقعے سے قانونِ جزا و سزا کو ثابت کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ ؑ اور طاغی فرعون کا قصہ مختصراً بیان کر کے لوگوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ اپنا تزکیہ کرلو! خشیت اختیار کرو! رسول کو جھٹلانے اور اس کی ہدایت و رہنمائی کو رد کرنے اور چالبازیوں سے اس کو شکست دینے کی کوشش کا جو انجام، فرعون دیکھ چکا ہے، اُس سے عبرت حاصل کر کے، اس روش سے باز آجاؤ! ورنہ تمہارا بھی وہی انجام ہوگا۔ ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى﴾۔

4- آیات 27 تا 33: چوتھے پیراگراف میں، امکانِ آخرت پر اللہ تعالیٰ کی قدرت و ربوبیت سے استدلال کیا گیا ہے۔

آخرت کی عقلی دلیلیں فراہم کی گئی ہیں۔

﴿ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ﴾ ”کیا تمہارا دوبارہ پیدا کرنا زیادہ دشوار کام ہے یا آسمان کا“ (آیت: 27)۔

﴿رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا﴾ (28) اس کی چھت خوب اونچی اٹھائی (گنبد بلند کیا) پھر اس کا توازن قائم کیا۔

﴿وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا﴾(29) اور اس کی رات ڈھانکی اور اس کا دن نکالا (دن کو بے نقاب کیا)

﴿وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا﴾ (30) اس کے بعد ، زمین کو اس نے بچھایا۔ (ہموار کیا)۔

﴿اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا﴾ (31) اس کے اندر سے اس کا پانی اور چارہ نکالا۔

﴿وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا﴾ (32) اور پہاڑ اس میں گاڑ دیئے۔

﴿ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴾ (33) سامانِ زیست کے طور پر، تمہارے لیے اور تمہارے مویشیوں کے لیے۔

5- آیات 34 تا 41 : پانچویں پیراگراف میں، روزِ قیامت سے ڈرنے، اس پر ایمان لانے کی دعوت کے ساتھ، ﴿طاغین﴾ اور ﴿خائفین﴾ کے مختلف انجام سے آگاہ کیا گیا ہے۔

انسان کی سَعْی (کوشش) اچھی بھی ہوسکتی ہے اور بری بھی۔ انسان کو قیامت کے محاسبے سے ڈرکر، اعمالِ صالحہ کی کوشش کرنی چاہیے۔

﴿ فَإِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴾ (34) پھر جب وہ ہنگامۂ عظیم برپا ہوگا۔ (تو یہ سب کچھ درہم برہم ہوجائے گا)

﴿ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴾(35) جس روز انسان اپنا کیا دھرا (اعمال) یاد کرے گا۔

﴿ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴾ (36) اور ہر دیکھنے والے کے سامنے، دوزخ کھول کر رکھ دی جائے گی۔ (بے نقاب کردی جائے گی، جن کو اس سے دوچار ہونا ہے)

﴿ فَأَمَّا مَنْ طَغٰى ﴾ (37) "تو جس نے سرکشی کی تھی (طغویٰ اختیار کیا تھا)

﴿ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴾ (38) (اور آخرت کے بالمقابل) اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی،

﴿ فَإِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴾ (39) دوزخ ہی اس کا ٹھکانا ہوگی"

﴿ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا تھا

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴾ (40) اور نفس کو بری خواہشات سے باز رکھا تھا،

﴿ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴾ (41) پھر یقیناً جنت اس کا ٹھکانا ہوگی۔

6- آیات 42 تا 46 : چھٹے اور آخری پیراگراف میں، مُنذِر ﷺ کے اِنذار (Warning) سے فائدہ اٹھا کر، ﴿خشیت﴾ اختیار کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ ﴿إِنَّمَآ أَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا﴾ (آیت:45)

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ "یہ لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ

أَيَّانَ مُرْسٰهَا ﴾ (42) "آخر وہ گھڑی کب آ کر ٹھہرے گی۔" (کب کھڑی ہوگی؟)

﴿ فِيْمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا ﴾ (43) "تمہارا کیا کام کہ اس کا وقت بتائیں؟ (تم اس بحث میں کہاں پڑے ہو؟)

﴿ إِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا ﴾ (44) اس کا علم تو اللہ پر ختم ہے۔" (یہ معاملہ تو آپؐ کے رب کے حوالے ہے

﴿ إِنَّمَآ أَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا ﴾ (45) "آپؐ صرف خبردار کرنے والے ہیں، ہر اس شخص کو، جو اس دن کی خشیت اختیار کرے۔"

﴿ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا جس روز یہ لوگ اسے دیکھ لیں گے تو انہیں یوں محسوس ہوگا کہ

لَمْ يَلْبَثُوْٓا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحٰهَا ﴾ (46) (دنیا میں یا حالتِ موت میں) بس ایک دن کے پچھلے پہر، یا

اگلے پہر تک ٹھہرے ہیں۔(ایک شام یا اس کی صبح سے زیادہ وقفہ نہیں گزرا)۔
دنیا کی زندگی بہت ہی مختصر اور آخرت کی زندگی لازوال ہے۔ کفار سوال کیا کرتے تھے، قیامت کب آئے گی؟ انہیں جواب دیا گیا ہے کہ اے محمد ﷺ! آپ ﷺ کا کام قیامت کا وقت بتانا نہیں ہے، بلکہ خبردار کرنا ہے۔
﴿فِيمَ أَنتَ مِن ذِكْرَاهَا﴾ (آیت:43)۔
قیامت کب آئے گی، یہ صرف اللہ ہی جانتا ہے۔قیامت کا وقت نہ پوچھو! قیامت کی تیاری کرو!

مرکزی مضمون

فرعونیت اور ﴿طَغْوٰى﴾ چھوڑ کر ﴿خَشْيَة﴾ اختیار کرنا چاہیے۔آفاقی ،انفسی ،تاریخی اور عقلی دلیلوں کی روشنی میں انسان کو قرآن کے عقیدۂ آخرت کو تسلیم کر لینا چاہیے۔
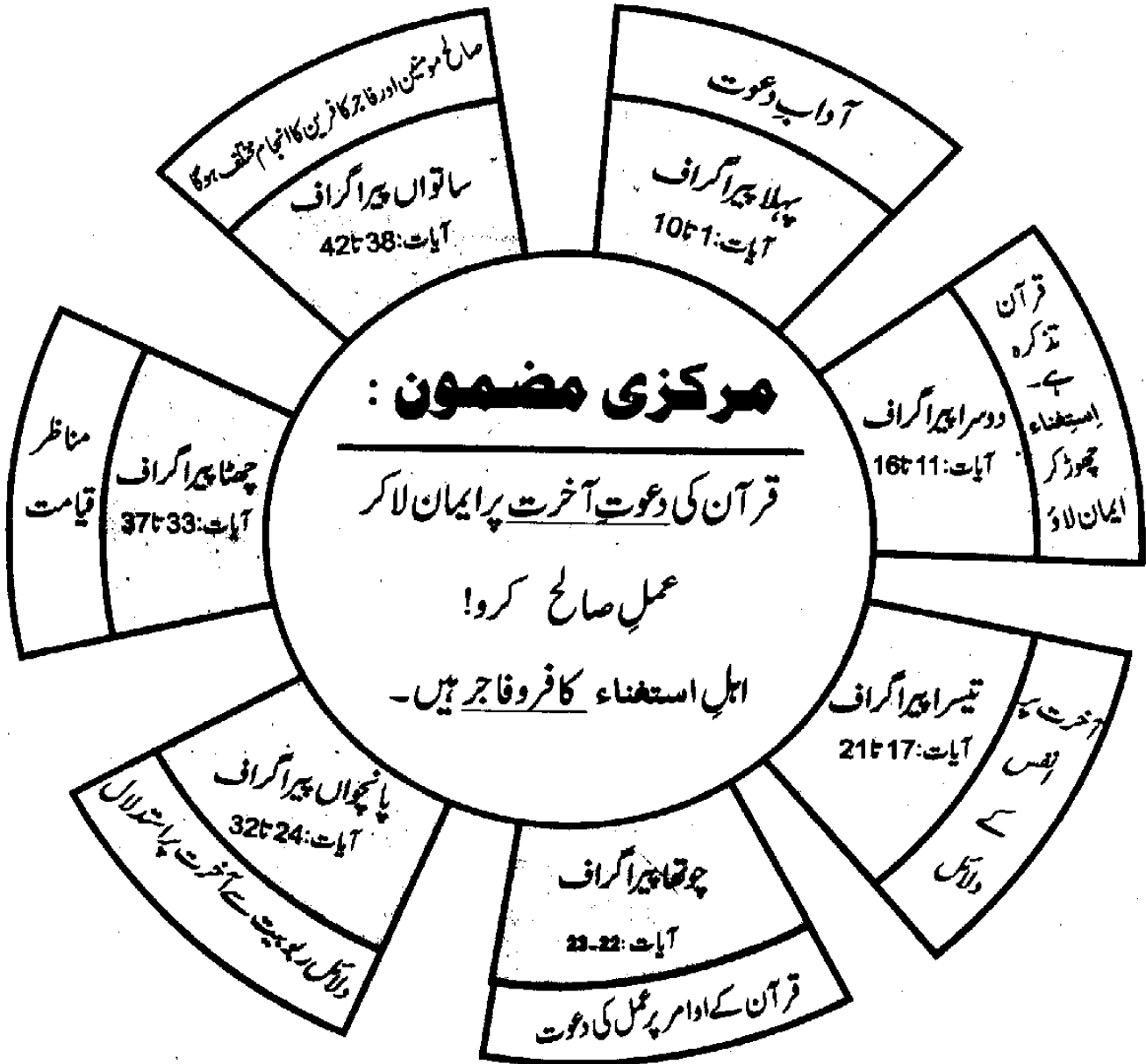
زمانۂ نزول:

سورت ﴿عَبَسَ﴾ بھی، رسول اللہ ﷺ کے قیامِ مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) میں اعلانِ عام کے بعد نازل ہوئی، جب کفار کی مجلس میں حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ سے بے اعتنائی ہوئی۔

سورة عَبَس کا کتابی ربط

1۔ پچھلی سورت ﴿النّٰزِعات میں﴾ ﴿طاغِین﴾ اور ﴿اھلِ خشیت﴾ کے درمیان تقابل تھا۔
یہاں اس سورت ﴿عَبَس﴾ میں ﴿مؤمنینِ صالحین﴾ اور ﴿الکَفَرَۃُ الفَجَرَۃُ﴾ یعنی بدکردار منکرین کے درمیان موازنہ ہے۔

2۔ پچھلی سورت ﴿النّٰزِعات﴾ میں حضرت موسیٰ ؑ کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ فرعون کو تزکیۂ نفس کی دعوت دیں۔
یہاں سورت ﴿عبس﴾ میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ اگر قریش کے سردار آپ کی دعوتِ تزکیہ کو مسترد کر دیتے ہیں تو آپ ﷺ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی (آیت:7) لیکن عین ممکن ہے کہ ایک نابینا آدمی میں اِس دعوتِ تزکیہ کو قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔ (آیت:3)

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- ﴿اِستِغناء﴾ (بے پروائی): اس سورت میں ﴿مَنِ اسْتَغْنٰی﴾ کے الفاظ سے قریش کے سرداروں کی تصویر کشی کی گئی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے بارے میں بے پرواہی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ (آیت:5)

2- ﴿یَتَزَکّٰی﴾: ہر انسان تزکیہ کا حاجت مند ہے، چاہے وہ فرعون جیسا آمر حکمران ہو یا حضرت ابن ام مکتومؓ جیسے نابینا صحابی۔

سورة عَبَس کا نظمِ جلی

سورة عبس سات (7) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 10: پہلے پیراگراف میں، آدابِ دعوت بیان کیے گئے۔

﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰٓی﴾(1) ”ترش رو ہوئے (تیوری چڑھائی) اور بے رخی برتی (منہ پھیرا) (محمد ﷺ نے)

﴿اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی﴾(2) اس بات پر کہ وہ اندھا ان کے پاس آ گیا۔ (حضرت عبداللہ ؓ ابن ام مکتوم)

﴿وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓی﴾(3) تمھیں کیا خبر؟ شاید وہ سدھر جائے۔ (شاید وہ اپنی اصلاح کرتا)

﴿اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰی﴾(4) یا نصیحت پر دھیان دے اور نصیحت کرنا اس کے لیے نافع ہو؟

﴿اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی﴾(5) جو شخص بے پروائی برتتا ہے، (جو قرآن سے اِستِغناء اختیار کرتا ہے)

﴿فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی﴾(6) اس کی طرف تو آپ ؐ توجہ کرتے ہیں، (پیچھے پڑتے ہیں)

﴿وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰی﴾(7) حالانکہ اگر وہ نہ سدھرے، تو آپ ؐ پر اس کی کیا ذمہ داری ہے؟

﴿وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰی﴾(8) اور جو خود آپ ؐ کے پاس دوڑتا آتا ہے، (جو شوق سے آتا ہے)

﴿ وَهُوَ يَخْشٰى ﴾ (9) اور وہ ڈر بھی رہا ہوتا ہے، (خشیت کی کیفیات کے ساتھ)

﴿ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ﴾ (10) اس سے آپ بے رخی برتتے ہیں۔

محمد ﷺ اور امتِ مسلمہ کو یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن کی دعوت کو قبول کرنے والے افراد اور قرآن کی دعوت کو مُسْتَرَد کرنے والے افراد کے ساتھ، ایک داعی اور مبلغ کا رویہ مختلف ہونا چاہیے۔ دعوت قبول کرنے والا ہر شخص اہم ہوتا ہے، دعوت مُسْتَرَد کرنے والا ہر شخص، چاہے وہ کتنا ہی امیر اور بااثر کیوں نہ ہو، داعی کے لیے غیر اہم ہونا چاہیے۔

اس حصے میں منکرینِ اسلام کی بے جا ناز برداری کی ممانعت کی گئی ہے ، جو لوگ کبر وغرور اور ہٹ دھرمی میں مبتلا ہیں، اور آپ ﷺ کی تعلیم وتذکیر سے مستغنی ہیں، ان متکبر سرداروں کے پیچھے پڑنے کے بجائے، ان لوگوں کی طرف توجہ دینا چاہیے، جو طالبِ حق ہیں اور اپنی اصلاح کے خواہشمند ہیں۔

2- آیات 11 تا 16: دوسرے پیراگراف میں یہ بیان کیا گیا کہ قرآن مجید، اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ یاددہانی ﴿تذکرۃ﴾ ہے۔

اس پر غور کر کے ایمان لانا چاہیے۔ ﴿ اِستغناء ﴾ یعنی بے پروائی کا رویہ ترک کر دینا چاہیے۔ قرآن کاہنوں اور جادوگروں کا کلام نہیں ہے۔ ﴿ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴾ معزز، باوفا، پاک فرشتوں کے ذریعے محمد ﷺ پر اِلقاء کیا گیا ہے۔

﴿ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴾ (11) ہرگز نہیں! یہ (قرآن) تو ایک نصیحت ہے۔

﴿ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴾ (12) جس کا جی چاہے، اس سے فائدہ اٹھائے۔ (اسے قبول کرے)

﴿ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴾ (13) یہ ایسے صحیفوں میں درج ہے، جو مُکَرَّم (لائقِ تعظیم) ہیں۔

﴿ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴾ (14) جو بلند مرتبہ ہیں، پاکیزہ (صحیفے) ہیں۔

﴿ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ﴾ (15) ایسے کاتبوں کے ہاتھوں میں رہتے ہیں،

﴿ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴾ (16) جو مُعَزَّز ہیں اور نیک (باوفا) ہیں۔

3- آیات 17 تا 21: تیسرے پیراگراف میں، آخرت کے انفسی دلائل پیش کیے گئے۔ ﴿ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴾ ''انسان کو نطفے سے پیدا کیا اور پھر اس کی تقدیر بنائی ''۔

﴿ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴾ (17) لعنت ہو انسان پر! کیا سخت منکرِ حق ہے؟ (کتنا ناشکرا ہے؟)

﴿ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴾ (18) کس چیز سے، اللہ نے اُسے پیدا کیا ہے؟

﴿ مِنْ نُّطْفَةٍ ، خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴾ (19) نطفے کی ایک بوند سے اللہ نے اُسے پیدا کیا، پھر اس کی تقدیر مقرر کی

﴿ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴾ (20) پھر اُس کے لیے، زندگی کی راہ آسان کی،

﴿ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴾ (21) پھر اُسے موت دی اور قبر میں پہنچایا۔

انسان کو اپنی ذات میں ڈوب کر، معرفتِ نفس کے ساتھ معرفتِ رب حاصل کرنے کی دعوت دی گئی ہے اور اپنے پروردگار کی ناشکری کا رویہ ترک کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

4- آیات 22 تا 23 :چوتھے پیراگراف میں، قرآن کے احکامات پر عمل کرنے کی دعوت دی گئی۔

﴿ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴾ (22) پھر اُسے اللہ، جب چاہے، اٹھا کھڑا کرے گا۔ (آخرت کو مان لے!)

﴿ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا اَمَرَهٗ ﴾ (23) ہرگز نہیں ! اس نے وہ فرض (اب تک) ادا نہیں کیا، جس کا اللہ نے اسے حکم دیا ہے۔

یعنی ابھی تک اس نے اللہ کے احکامات پر عمل کرنا شروع نہیں کیا۔ بظاہر یہاں انسان کو اس کی مختلف منزلوں سے آگاہ کیا جا رہا ہے ،لیکن دراصل اس سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ آخرت کو مان کر قرآن کی دعوت پر ایمان لے آئے اور اللہ کے اوامر و احکامات پر فوراً عمل کرنا شروع کر دے۔

5- آیات 24 تا 32 :پانچویں پیراگراف میں ، دلائلِ ربوبیت سے آخرت پر استدلال کیا گیا۔

﴿ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ ﴾ (24) پھر ذرا انسان اپنی خوراک کو دیکھے! (اپنی غذا پر دھیان کرے)

﴿ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴾ (25) کہ ہم نے خوب پانی لنڈھایا،

﴿ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴾ (26) پھر زمین کو عجیب طرح پھاڑا، (اچھی طرح پھاڑا)

﴿ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴾ (27) پھر اس کے اندر غلے اگائے،

﴿ وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًا ﴾ (28) انگور اور ترکاریاں (اگائیں)،

﴿ وَّ زَيْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ﴾ (29) زیتون اور کھجوریں (اگائیں)،

﴿ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴾ (30) اور گھنے باغ (پیدا کیے)

﴿ وَّفَاكِهَةً وَّ اَبًّا ﴾ (31) پھل اور چارہ (سبزہ) پیدا کیا،

﴿ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴾ (32) تمہارے لیے اور تمہارے مویشیوں کے لیے، سامانِ زیست کے طور پر۔

غذا، پانی، غلہ، سبزیاں، پھل وغیرہ جیسے انعاماتِ ربوبیت کا ذکر کر کے، انسان کو اپنے رب پر ایمان لا کر، آخرت کی جزا وسزا کو تسلیم کر لینے کی ہدایت کی گئی ہے۔

6- آیات 33 تا 37 :چھٹے پیراگراف میں، قیامت کی ہولناکی کی تصویر کھینچ کر، نفسانفسی کا عالم بیان کیا گیا ہے۔

قیامت کے دن، ہر شخص پر نفسانفسی کی حالت طاری ہو گی ﴿ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴾۔کوئی رشتے دار (بھائی ،ماں، باپ، بیوی، بیٹا وغیرہ) کام نہیں آئے گا۔ لہٰذا انسان کو اس دن کے لیے خود نیک اعمال کر لینے چاہییں۔

﴿ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴾ (33) آخر کار! جب وہ کان بہرے کر دینے والی آواز بلند ہو گی۔

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴾(34) اُس روز آدمی، اپنے بھائی سے بھاگے گا۔

﴿وَاُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ﴾ (35) (اس روز آدمی)، اپنی ماں اور اپنے باپ سے (بھاگے گا۔)

﴿وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ﴾(36) (اس روز آدمی) اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے (بھاگے گا۔)

﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ" يُّغْنِيْهِ ﴾(37) (اُس دن ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی) اِن میں سے ہر شخص پر اُس دن، ایسا وقت آ پڑے گا کہ اُسے اپنے سوا، کسی کا ہوش نہ ہوگا۔"

7- آیات 38 تا 42 : ساتویں اور آخری پیراگراف میں بتایا گیا کہ صالح مومنین اور فاجر (بدکردار) کافرین ﴿ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔

﴿وُجُوْهٌ" يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ" ﴾(38) "کچھ چہرے، اس روز دمک رہے ہوں گے۔"

﴿ضَاحِكَةٌ" مُّسْتَبْشِرَةٌ" ﴾(39) "ہشاش بشاش اور خوش وخرم ہوں گے۔"

﴿وَوُجُوْهٌ" يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ" ﴾(40) اور کچھ چہروں پر اس روز، خاک اڑ رہی ہوگی۔"

﴿تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ" ﴾ (41) کلونس (سیاہی) چھائی ہوئی ہوگی۔

﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴾(42) یہی کافر و فاجر (نابکار) لوگ ہوں گے۔"

مرکزی مضمون

﴿اِسْتِغْنَاء ﴾ یعنی بے پروائی کا مظاہرہ کرنے والے بدکردار کافروں کو، قرآن کی دعوتِ آخرت پر ایمان لا کر عملِ صالح کرنا چاہیے۔